اُنھیں سے گلشن مہک رہے ہیں   اُنھیں کی رنگت گلاب میں ہے

خیابانِ رضا

جہانِ رضویت کے اربابِ علم و فضل کے

رشحاتِ قلم و فکر

ترتیب و تہذیب
پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

Butt

مکتبۂ نبویہ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

جلد ۱۷۔ جنوری، فروری ۲۰۰۹ء صفر المظفر، ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

شمارہ ۱۵۹

مدیر: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

قارئین جہان رضا اپنے تجزیاتی خیالات کا اظہار کر کے ممنون فرمائیں۔

مرکزی مجلسِ رضا

پوسٹ بکس 2206 نعمانیہ بلڈنگ، ٹیکسالی گیٹ، لاہور، موبائل 0300-4235658

جہانِ رضا کے صفحات کی لطافتیں

کرتے۔ فقہی مسائل کی وضاحت چاہتے اور اطمینان قلب حاصل کرتے۔ ان حالات میں سید ایوب علی قادری آنے والے تمام خطوط، فتاویٰ اور مسائل کی ترتیب وتہذیب کے نگران مقرر ہوئے آپ نے نہایت محنت اور قابلیت سے اس اہم کام کو سرانجام دیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کمال شفقت سے آپ کی علمی راہنمائی فرمائی۔ بعض خصوصی علوم میں انھیں خاص تربیت دی۔ خاص طور پر انھیں علم ہیئت اور توقیت، مابعد طبیعیاتی علوم میں یکتائے زمانہ بنا دیا۔ ان علوم کی تعلیم وتربیت کے بعد آہستہ آہستہ وہ اعلیٰ حضرت کے خصوصی علمی معاون بن گئے اور ''ایوان قلم'' کے حاجب التحریر'' نظر آنے لگے۔

سید ایوب علی رضوی علم توقیت اور تکسیر میں اتنے ماہر تھے کہ وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی رمضان کے دوران سحری اور افطاری کے اوقات کے نقشے تیار کرتے۔ انھیں زیور طباعت سے مزین کرتے پھر سارے ملک میں تقسیم کرتے۔ ان کے نقشے صرف بریلی اور اس کے گردونواح کے علاقوں کے اوقات تک محدود نہ تھے بلکہ ہندوستان کے تمام صوبہ جات کے اوقات سحری وافطاری کے نقشے علیحدہ علیحدہ تیار کرتے۔ اعلیٰحضرت کے شاگردوں میں سے یہ فن صرف سید ایوب علی رضوی سے خاص تھا اور علم توقیت کے ماہرین بھی آپ کو ہدیۂ تحسین پیش کرتے۔ جن دنوں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کو ریاضی کے بعض مسائل کے حل کرنے میں مشکلات پیش آئیں تو وہ علی گڑھ سے بریلی پہنچے۔ اعلیٰحضرت سے راہنمائی حاصل کرنے کے بعد بڑے مطمئن تھے۔ اعلیٰحضرت نے ڈاکٹر ضیاء الدین احمد سے فرمایا میرے ان دو بچوں (سید ایوب علی قادری اور قناعت علی شاہ) سے بھی علم ریاضی اور توقیت پر گفتگو فرمالیں۔ ڈاکٹر ضیاء الدین حیران رہ گئے کہ اعلیٰحضرت کے زیر تربیت شاگرد ریاضی، علم ہیئت اور توقیت میں اتنا کمال رکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ ''کسور اعشاریہ متوالیہ'' کی قوت کا تھا جنھیں بریلی کے دو بچوں نے حل کر دیا۔

سید ایوب علی رضوی، حاجی کفایت اللہ، سید قناعت علی شاہ، الحاج محمد شاہ خان، ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی کے علاوہ کئی دوسرے حضرات ''ایوان رضا'' کے خادمین سے تھے اور اعلیٰحضرت کے علوم کے خوشہ چین بھی۔ اپنی اپنی استعداد کے مطابق ان حضرات نے دستر خوان علم وفضل سے حصہ پایا۔ مگر سید ایوب علی رضوی اور ملک العلماء ظفر الدین رضوی (بہاری رحمۃ اللہ علیہ) نے اس چشمہ علم وفن سے جن موتیوں سے دامن بھرے اس کی مثال نہیں ملتی اور یہ دونوں حضرات نے اعلیٰ حضرت سے فتاویٰ، استفسارات، تشریح احادیث، فقہی

فضل کے جو باڑے بٹتے تھے۔ اس سے سید ایوب قادری کا دامن اپنا حصہ لیتا تھا اور دل و دماغ میں محفوظ کرتا جاتا۔ نکتہ ہی چیدیم ہر جائے کہ مجلس یا فتیم!

آپ ایک نگاہ تصور "ایوان رضا" پر ڈال کر دیکھیں۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد العصر کا دربار لگا ہوا ہے۔ مولانا عبدالحق خیر آبادی سے علمی گفتگو ہو رہی ہے۔ مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی سے اعتقادی باتیں ہو رہی ہیں۔ شاہ ابوالحسین احمد نوری سے علم تکسیر و جفر کے نکات لیے جا رہے ہیں۔ مولانا وصی احمد سورتی آ رہے ہیں۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری بیٹھے ہوئے ہیں۔ مولانا امجد علی اعظمی موجود ہیں۔ علامہ سلیمان اشرف علی گڑھی، شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، شاہ سید نعیم الدین مراد آبادی جیسے سینکڑوں اہل علم و فضل سے دربار سجا ہوا ہے۔ ان تمام حضرات علم و فضل سے سید ایوب علی قادری ملاقاتیں کرتے ہیں۔ خدمات بجا لاتے ہیں۔ مہمان داری کرتے ہیں۔ خاطر و مدارات کرتے ہیں۔ پھر اعلیٰحضرت کے پیغامات و انعامات پہنچاتے ہیں۔ یہ منصب شاید ہی کسی "رضوی" کو ملا ہو۔

اعلیٰ حضرت نے "حدائق بخشش" لکھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں بے مثال نعتیں پیش کیں جو آج تک ہر عاشق رسول ﷺ کے دل کو زندگی بخش رہی ہیں۔ اس فضا میں سید محمد ایوب علی قادری زندگی گزار رہے ہیں پھر ان نعتوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ انھیں مرتب کرتے ہیں، "حدائق بخشش" کی خوشبوؤں کے اثرات سے ان کے اندر کا چشمہ ابلتا ہے تو اپنا شعری دیوان "باغ فردوس" دو جلدوں میں مرتب کرتے ہیں اور اہل محبت کو دعوت مطالعہ دیتے ہیں۔

لگا رہا ہوں مضامین تازہ کے انبار　　خبر کرو میرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

سید ایوب علی قادری اعلیٰحضرت کی زندگی کی آخری سانس تک آپ کی خدمت میں رہے اور آپ کے خطوط و فتاویٰ اور لائبریری کے منصرم رہے۔ ۱۹۲۱ء سے لے کر قیام پاکستان ۱۹۴۷ء تک (۲۶ سال) اعلیٰحضرت کے شہر بریلی، آپ کے دارالعلوم اور آپ کے مزار پھر آپ کے رفقاء اور آپ کے صاحبزادگان اور آپ کے خانوادہ کی خدمت کرتے رہے۔ اس طویل عرصہ میں آپ نے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ، خطوط، رسائل، مکتوبات کو محفوظ رکھنے میں نہایت اہم کام کیا۔ "رضوی کتب" خانہ قائم کیا۔ اعلیٰحضرت کی کئی کتابیں شائع کیں۔

ملک العلماء ظفر الدین رضوی بھی ان ادوار میں آپ کے ساتھ رہے اور آپ سے اپنے مرشد کریم کی باتیں، واقعات، شب و روز کے معمولات، علماء و مشائخ سے تعلقات، مجالس و تقریبات کی باتیں سنتے رہے اور قلمبند کرتے رہے اور ذہن میں محفوظ کرتے رہے۔ جنھیں

"حیات اعلیحضرت" مرتب کرتے وقت ان کی روایت سے بیان کیا گیا۔ اعلیحضرت کے وصال کے بعد ملک العلماء ظفر الدین رضوی تو بریلی سے اپنے وطن بہار چلے گئے مگر سید ایوب علی قادری بریلی شریف میں رہے۔ یہ ان کا وطن بھی تھا۔ یہاں ان کا خاندان بھی تھا۔ سب سے بڑھ کر ان کے مرشد کریم اعلیحضرت کے مزار سے قربت بھی تھی۔ یہ بڑی عظمت ہے جو کسی کسی کو ملتی ہے۔

یہ عظمتیں ہیں مقدر کسی کسی کے لیے!

سید ایوب علی قادری نے دیار حبیب کا سفر اختیار کیا تو تین سال چھ ماہ تک مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ تین بار حج کیا اور زیادہ وقت شہر محبت میں گزارا اور اپنے مرشد کریم کی نعتوں میں بیان کردہ مقامات کی زیارت کرتے رہے۔ ویسے تو مدینہ منورہ کی ہر گلی، ہر گھر، ہر کوچہ اور بازار اپنی گلی اور اپنا گھر ہے۔ پھر یہ "شہر غریبوں امیروں کو ٹھہرانے والا ہے۔" سید ایوب علی رضوی اپنا زیادہ وقت قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین قادری خلیفہ اعلیحضرت بریلوی کی مجالس میں گزارتے تھے اور انھیں اپنے اور ان کے مرشد کی باتیں سناتے تھے۔

پاکستان بنا تو سید ایوب علی بریلی کو چھوڑ کر ۱۹۵۰ء میں پاکستان آ گئے۔ آپ لاہور کے شمالی محلہ تاجپورہ پھر مکھن پورہ میں قیام فرما رہے۔ آپ کا پاکستان میں علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری ناظم حزب الاحناف، علامہ ابوالحسنات خطیب جامع مسجد وزیر خاں، دارالعلوم نعمانیہ، محدث پاکستان مولانا سردار احمد قادری لائل پور، مولانا عارف اللہ قادری کے پاس راولپنڈی آنا جانا رہتا تھا۔ کچھ عرصہ کے لیے کراچی گئے اور وہاں ان علمائے اہلسنت سے ملاقاتیں رہیں۔ جو ہندوستان سے ہجرت کر کے کراچی آ بسے تھے۔ آپ نے مولانا محمد عمر نعیمی خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی سے مل کر "حیات اعلیحضرت" کی پہلی جلد چھپوائی جب کراچی سے پہلی بار "کنزالایمان ترجمہ قرآن" چھپا تو سید ایوب علی قادری کراچی میں تھے۔ لاہور واپس آئے تو ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ، ۲۶ نومبر ۱۹۷۰ء کو فوت ہوئے اور قبرستان میانی لاہور میں آرام فرما ہوئے۔

لاہور میں میانی قبرستان بڑا وسیع قبرستان ہے جس میں علم و فضل کے ہزاروں خزانے زیر زمیں دفن ہیں۔ یہ خفتگانِ خاک کا ایک بڑا شہر ہے جس کی بنیاد حضرت طاہر بندگی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے "جسم طاہر" پر رکھی تھی۔ اس قبرستان کے مغربی گوشے میں سید ایوب علی قادری آرام فرما ہیں ان کے پہلو میں سید قناعت علی شاہ جو ساری زندگی آپ کے ساتھ رہے، آرام فرما ہیں۔ اللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا